نجات کا فلسفہ

باب 23

پال اور آگسٹین کی سالویشن تھیولوجی

اس سیکشن میں، نجات کی تھیولوجی کے بارے میں تین نقطہ نظر پیش کیے گئے ہیں- پال اور سینٹ آگسٹین، عیسیٰؑ، اور قرآن کریم، نجات کو کس طرح بیان کرتے ہیں۔

عیسیٰؑ ہمارے گناہوں کے لیے سولی چڑھے۔

رومیوں 5:12-19 میں، پال، آدم اور عیسیٰؑ کے درمیان ایک ہم آہنگی قائم کرتا ہے، یہ بتاتے ہوئے کہ جہاں گناہ اور موت آدم کے ذریعے دنیا میں داخل ہوئے، وہیں عیسیٰؑ کے ذریعے فضل اور ابدی زندگی زیادہ کثرت میں آئی ہے۔ پال نے کہا کہ عیسیٰؑ نے دکھ اٹھائے اور "ہمارے گناہوں کے لیے سولی چڑھے"۔ پال اور نیو ٹیسٹیمن کے دوسرے مصنفین نے نجات کی قطعی وضاحت کی کبھی کوشش نہیں کی۔ ابتدائی کلیسیا میں آدم کے "اصل گناہ" کے کفارے کے طور پر مصلوبیت کے بارے میں کوئی تفصیلی نظریات موجود نہیں تھے۔ یہ نظریہ چوتھی صدی تک سامنے نہیں آیا۔

سینٹ آگسٹین کی وضاحت

آگسٹین (354-430 عیسوی) ان اہم شخصیات میں سے ایک ہے جن کے ذریعے یونانی فلسفے کا انضمام مکمل ہوا، اور کلاسیکی فلسفہ عام طور پر اور نوافلاطونیت ابتدائی اور بعد کے قرون وسطی کے فلسفے کے مرکزی دھارے میں داخل ہوا۔ آگسٹین کو مغربی روحانیت کا بانی کہا جاسکتا ہے۔ مغرب میں سینٹ پال کے علاوہ کوئی اور ماہرِ تھیولوجسٹ زیادہ بااثر نہیں رہا۔ اگرچہ ایک کیتھولک کے طور پر پرورش پائی، آگسٹین نے کلیسیا کو مانیکیائی مذہب کی پیروی کرنے کے لیے چھوڑ دیا، اپنی ماں کی مایوسی کی وجہ سے۔ جوانی میں، آگسٹین نے کچھ عرصے کے لیے ایک لذت بھری زندگی گزاری، اور کار تھیج میں، اس نے ایک ایسی عورت کے ساتھ تعلقات استوار کیے جو تیرہ سال سے زیادہ اس کی لونڈی رہی اور اس نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔ بعد کی زندگی میں، آگسٹین کیتھولک مذہب کی طرف لوٹ گیا۔

اصل گناہ کی وراثت

سینٹ آگسٹین کا خیال تھا کہ اللہ نے صرف آدم کے ایک گناہ کی وجہ سے انسانیت کو ابدی سزا دی تھی۔ اصل گناہ ایک نام نہاد حالت یا گناہ کی حالت ہے۔ ہر انسان کی پیدائش پہلے انسان آدم کی وجہ سے ہوتی ہے جس نے حرام پھل کھانے میں اللہ کی نافرمانی کی (اچھے اور برے کا علم) اس طرح اس کے گناہ اور جرم کو موروثی طور پر اس کی اولاد میں منتقل کیا۔

تمام انسانوں کا جہنم میں جانا پہلے سے مقرر ہے۔ پیدائش کے وقت بھی، ایک بچہ اپنے حقیقی گناہ کے جرم کو حاصل کرنے سے پہلے ہی بنی

نوع انسان کے اصل گناہ میں شراکتدار ہونے کی وجہ سے اللہ کے غضب کا مستحق ہے۔

بنی نوع انسان پر اللہ کا غضب

پہلے آدم زوال پذیر انسانیت کا نمائندہ تھا جس کی سرکشی میں ہم سب گناہگار ٹھہرے اور سزائے موت کے حقدار ہوئے (رومیوں 5:12)۔ گناہ، حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی تھی۔ اللہ انسان کے گناہ کی وجہ سے اتنا ناراض تھا کہ صرف اُس کے اکلوتے بیٹے کی قربانی سے اُس کا غصہ ٹھنڈا ہوتا۔ صرف ایک نجات دہندہ جو حقیقی معنوں میں خدا ہے وہی انسان کی نجات کو محفوظ کر سکتا ہے۔ عیسیٰؑ ایسا نجات دہندہ تھا۔ وہ سو فیصد انسان اور سو فیصد عیسیٰؑ تھا، اس کی دونوں فطرتیں اس کے اندر ایک ساتھ موجود تھیں۔ دوسرے لفظوں میں، ایک حقیقی انسانی زندگی جس کی لامحدود قیمت تھی، پوری نسل انسانی کی طرف سے اللہ کی پامالی عزت کو اتنا اطمینان بخشنے کے لیے کافی ہوتی۔

عیسیٰؑ ایک قربانی کا برّہ تھا جسے اللہ کے غضب کو روکے رکھنے کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ اپنی مرضی اور کوشش سے، کوئی بھی شخص اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا لیکن اسے عیسیٰؑ کے بچانے والے فضل پر بالکل انحصار کرنا چاہیے۔ عیسیٰؑ کی مصلوبیت ایک شیطانی قربانی تھی جو اللہ کو انسانی گناہ کے کفارہ کے طور پر پیش کی گئی تھی۔ متبادل طور پر، یہ انسان کو شیطان سے آزاد کروانے کے لیے ادا کی گئی قیمت تھی۔

لہذا، عیسیٰؑ دوسرے آدمؑ تھے، دوسری انسانیت پیدا کرتے تھے. انکی موت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ انسانیت سے کتنا پیار کرتا ہے۔

اصلاح کا مطالبہ کیے بغیر گنہگاروں کو خوش کرنا

نجات کا کیتھولک نظریہ، انجیلی بشارت کے عیسائیوں سے کچھ مختلف ہے۔ کیتھولک یقین رکھتے ہیں کہ وہ صرف اللہ کے فضل سے بچائے گئے ہیں، لیکن ایمان اور کام کا جواب ضروری ہے۔ پروٹسٹنٹ کا خیال ہے کہ صرف ایک ضروری ردعمل ایمان کا عمل ہے۔ ایوینجلیکل عیسائی مذہبی طور پر قدامت پسند پروٹسٹنٹ ہیں جو نجات کے مفت تحفہ پر یقین رکھتے ہیں اگر کوئی یہ مانتا ہے کہ عیسیٰؑ انسانیت کے گناہوں کے لیے صلیب پر چڑھائے گئے۔

مختصر یہ کہ اللہ انسان کے گناہوں کی وجہ سے اس قدر ناراض ہوا، جسے اس نے پہلے پیدا کیا، کہ اس نے انسانیت کو بچانے کے لیے اپنے اکلوتے بیٹے کو خودکشی کے مشن پر بھیجا۔ نجات کا "مفت تحفہ" حاصل کرنے پر زور ایک بہتر انسان بننے کے لیے ایک گنہگار کے طرز عمل میں تبدیلی کی ضرورت کی نفی کرتا ہے۔ نجات کے بارے میں مندرجہ بالا موقف کی حمایت کرنے کے لیے کوئی بائبل کی آیت یا حوالہ نہیں ہے۔ پورا تصور خود عیسیٰؑ کی طرف سے کسی حمایت کے بغیر انسان کا بنایا ہوا ہے۔ عیسیٰؑ نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انسان کے گناہوں کے لیے صلیب پر جان دیں گے۔

برنارڈ شا

اینڈرو کلس اینڈ دی لائن میں برنارڈ شا نے نجات کے عیسیٰ تصور کے بارے میں کہا: "اس بات کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے کہ عیسیٰؑ نے کبھی کسی آدمی سے کہا ہو: 'جاؤ اور جتنا چاہو گناہ کرو: تم یہ سب مجھ پر ڈال سکتے ہو۔'، بلکہ کہا کہ 'مزید گناہ نہ کریں'، اور اصرار کیا کہ وہ اخلاق کے معیار کو قائم کر رہا ہے، ان کی تذلیل نہیں کر رہا ہے، اور یہ کہ ان کے پیروکاروں کی راستبازی فقیہ اور فریسی سے زیادہ ہونی چاہیے۔ یہ تصور کہ وہ اپنا خون اس لیے بہا رہے ہیں کہ ہر چھوٹا ساد ھوکہ باز، زانی اور آزاد خیال اس میں گھس جائے اور برف سے زیادہ سفید نکل آئے، اس کے لیے اس کے اپنے اختیار پر کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔

باب 24

عیسیٰؑ نے نجات کے بارے میں کیا کہا؟

یونیورسل سالویشن

انجیلوں میں، عیسیٰؑ نے اچھے اعمال، توبہ، اور گناہوں کی معافی پر مبنی عالمگیر نجات کے اصول بیان کیے ہیں۔ نجات کسی فرقہ یا مذہبی وابستگی تک محدود نہیں ہے۔

رب کی دعا: معافی ہی معافی کو جنم دیتی ہے۔

ہمارے آسمانی باپ، تیرا نام پاک مانا جائے، تیری بادشاہی آئے، تیری مرضی زمین پر پوری ہو جیسا کہ آسمان پر ہے۔ آج، ہمیں ہماری روز کی روٹی دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر، جیسا کہ ہم نے اپنے خلاف گناہ کرنے والوں کو معاف کر دیا ہے۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ پڑنے دے بلکہ ہمیں شیطان سے بچا۔ اگر آپ دوسرے لوگوں کو معاف کرتے ہیں جب وہ آپ کے خلاف گناہ کرتے ہیں، تو آپ کا آسمانی باپ بھی آپ کو معاف کر دے گا۔ لیکن اگر آپ دوسروں کو معاف کرنے سے انکار کرتے ہیں، تو آپ کا باپ آپ کے گناہوں کو معاف نہیں کرے گا۔ (متی 6:5-15)

معافی رب کی دعا کا مرکزی موضوع ہے۔ تب اللہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے گا جیسا کہ ہم دوسروں کو معاف کرتے ہیں جو ہمارے خلاف گناہ کرتے ہیں، یہ تصور قرآن کی تعلیمات سے ملتا جلتا ہے۔

اور ہم نے ان لوگوں کے لیے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے لیکن جو شخص بدلہ معاف کر دے وہ اس کے لیے کفارہ ہو گا اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں (القرآن 5:45)

غریبوں اور امیروں کی نجات

ان لوگوں کے لیے جو عیسیٰؑ کے مطابق اللہ کی بادشاہی میں داخل ہوں گے ان کے لیے "بیٹیٹیوڈز" کے تحت تفصیل دیکھیں: حلیم، غریب، راستبازی کے پیاسے، راستبازی کی خاطر ستائے جانے والے، دلوں کے پاکیزہ، رحم دل، صلح کرنے والے۔ عیسیٰؑ نے امیروں کی نجات کے بارے میں جو کہا اس کے ساتھ اس کا موازنہ کریں (اگلا دیکھیں)۔

ایک امیر نوجوان کے ساتھ مکالمہ

جب ان سے ابدی زندگی کے بارے میں پوچھا گیا تو عیسیٰؑ نے یہ کہا: **جب عیسیٰؑ اپنے راستے پر جانے لگے تو ایک آدمی دوڑ کر ان کے پاس آیا اور ان کے سامنے گھٹنوں کے بل گر گیا۔ "اچھے استاد، "اس نے پوچھا، "ابدی زندگی کے وارث ہونے کے لیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟"**

"تم مجھے اچھا کیوں کہتے ہو؟" عیسیٰؑ نے جواب دیا۔ "کوئی بھی اچھا نہیں ہے سوائے اللہ کے۔" "آپ کو یہ حکم معلوم ہے: تم قتل نہ کرو، زنا نہ کرو، چوری نہ کرو، جھوٹی گواہی نہ دو، دھوکہ نہ دو، اپنے ماں باپ کی عزت کرو۔" "استاد، "اس نے اعلان کیا، "یہ سب میں نے بچپن سے ہی کرر کھا ہے۔" عیسیٰؑ نے اس کی طرف دیکھا اور اس سے پیار کیا۔ "ایک چیز جس کی تم میں کمی ہے، "انہوں نے کہا، "جاؤ، اپنے پاس جو کچھ ہے سب بیچ کر غریبوں کو دے دو۔، اور آپ کو جنت میں خزانہ ملے گا۔ پھر آؤ، میرے پیچھے چلو۔" یہ سن کر آدمی کا چہرہ اتر گیا، وہ اداس ہو کر چلا گیا کیونکہ اس کے پاس بہت دولت تھی۔

"تم مجھے اچھا کیوں کہتے ہو؟ صرف اللہ ہی اچھا ہے۔" عیسیٰؑ اپنی انسانیت اور فروتنی پر زور دیتے ہیں۔ عیسیٰؑ نے صرف ساتھی انسان (حق العباد) کے حقوق سے متعلق احکام کا ذکر کیا، آرتھوڈوکس (صحیح عقائد) پر آرتھوپراکسی (اعمال) پر زور دیا۔ بہت سے بائبل کے مبصرین امیر آدمی کی اپنی تمام دولت ترک نہ کرنے پر مذمت کرتے ہیں۔ اسلام میں، کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غریب ٹیکس یا زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد دیانتداری سے کمائی ہوئی دولت کو اس کی سالانہ مالیت کے 2.5 فیصد کے برابر رکھے۔ اگر آج اس ٹیسٹ کو لاگو کیا جائے تو ہم میں سے تقریباً سبھی امیر آدمی کی طرح رد عمل ظاہر کریں گے۔

عیسیٰؑ نے ارد گرد نظر دوڑائی اور اپنے شاگردوں سے کہا، "امیر کا اللہ کی بادشاہی میں داخل ہونا کتنا مشکل ہے!" شاگرد اُن کی باتوں پر حیران رہ گئے۔ لیکن عیسیٰؑ نے پھر کہا، "بچو، اللہ کی بادشاہی میں داخل ہونا کتنا مشکل ہے! اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزرنا اس سے

آسان ہے کہ کسی امیر کا اللہ کی بادشاہی میں داخل ہونا۔" شاگرد اور بھی حیران ہوئے اور کہنے لگے پھر کون بچ سکتا ہے؟ عیسیٰؑ نے ان کی طرف دیکھا اور کہا، "انسان کے ساتھ، یہ ناممکن ہے، لیکن اللہ کے ساتھ نہیں؛ اللہ کے ساتھ سب کچھ ممکن ہے."(مارک 10:17-31)

ایک صالح زندگی گزارنا اور نیک اعمال کرنا مومن کی طرف سے نیک نیتی کی کوشش کی مثال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ صرف نیک اعمال ہی نجات کے لیے کافی نہ ہوں (انسان کے ساتھ، یہ ناممکن ہے)، لیکن اللہ کے فضل اور رحمت سے ہر وہ چیز ممکن ہے جس سے انسان ابدی زندگی میں داخل ہو سکتا ہے-ایک تصور جو قرآنی تعلیمات سے مطابقت رکھتا ہے۔

توبہ اور متاثرین کے غصب شدہ حقوق کی بحالی

عیسیٰؑ داخل ہوئے اور یریحو سے گزرے۔ وہاں زکائی نام کا ایک آدمی تھا۔ وہ ایک چیف ٹیکس جمع کرنے والا اور امیر تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ عیسیٰؑ کون ہیں، لیکن وہ ہجوم میں دیکھ نہ سکا کیونکہ وہ چھوٹا تھا۔ چنانچہ، وہ آگے بھاگا اور ایک انجیر کے درخت پر چڑھ گیا تاکہ انہیں دیکھ سکے کیونکہ عیسیٰؑ اسی راستے سے آرہے تھے۔ جب عیسیٰؑ اُس جگہ پر آئے تو اُس نے نظر اُٹھا کر اُن سے کہا، "زکائی، جلدی کر نیچے آ، کیونکہ آج مجھے تیرے گھر ٹھہرنا ہے۔ اور وہ جلدی سے نیچے آیا اور خوشی سے اس کا استقبال کیا۔ یہ دیکھ کر سب بڑبڑانے لگے اور کہنے لگے کہ وہ ایک گنہگار آدمی کا مہمان بننے گئے ہیں۔ زکائی نے انہیں روکا اور عیسیٰؑ سے کہا، "اے عیسیٰؑ، دیکھیں، میں اپنے مال کا آدھا حصہ

غریبوں کو دوں گا، اور اگر میں نے کسی سے کچھ خیانت کی ہے، تو میں اس سے چار گنا واپس دوں گا۔" اور عیسیٰؑ نے اس سے کہا، "آج اس گھر میں نجات آئی ہے کیونکہ وہ بھی ابراہیم کا بیٹا ہے۔ کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوئے کو ڈھونڈنے اور بچانے آیا ہے۔" (لوقا 19:5-10)

اپنے ساتھی کے خلاف گناہوں کی سچی توبہ کے لیے، غصب شدہ حقوق کو بحال کرنا چاہیے، مظلوم اور اللہ سے معافی مانگنا چاہیے، اور اسی گناہ کا اعادہ نہیں کرنا چاہیے، یہ تصور قرآن سے مطابقت رکھتا ہے۔ مقصد اپنی غلطیوں سے سبق سیکھنا اور پہلے سے بہتر انسان بننا ہے۔

جنت کا تنگ دروازہ اور جہنم کی طرف چوڑی شاہراہ

آپ صرف تنگ دروازے سے اللہ کی بادشاہی میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جہنم کی شاہراہ کشادہ ہے، اور بہت سے لوگوں کے لیے اس کا داخلی راستہ چوڑا ہے۔ لیکن پھاٹک چھوٹا ہے اور سڑک تنگ ہے جو زندگی کی طرف لے جاتی ہے، اور صرف چند ہی اسے پاتے ہیں۔ (میتھیو 7:13-14)

راستباز تنگ دروازے سے داخل ہوتے ہیں، اور صرف چند ہی اسے پائیں گے۔ برائی کی کوئی حد یا پابندی نہیں ہے، اور جہنم کی شاہراہ بہت سے لوگوں کے لیے وسیع ہے۔

صرف راستبازوں کے لیے تنگ دروازہ

وہ شہروں اور دیہاتوں میں سے گزرتا، تعلیم دیتااوریروشلم کی طرف سفر کرتا۔ اور کسی نے اُس سے کہااے عیسیٰؑ، کیانجات پانے والے تھوڑے ہوں گے؟ اور اُس نے اُن سے کہاتنگ دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کرو۔ میں تم سے کہتاہوں کہ بہت سے لوگ داخل ہونے کی کوشش کریں گے لیکن نہ ہوسکیں گے۔" (لوقا22:13-24)

گنہگاروں کو جواب ہو گا: ہم آپ کو نہیں جانتے

جب گھر کا مالک اُٹھ کر دروازہ بند کر دے اور تم باہر کھڑے ہو کر دروازہ کھٹکھٹا کر کہنے لگو، عیسیٰؑ، ہمارے لیے کھول دو، 'تو وہ تمہیں جواب دے گا، 'میں نہیں جانتا کہ تم کہاں سے آئے ہو.' پھر آپ کہنے لگیں گے کہ ہم نے آپ کے سامنے کھایاپیااور آپ نے ہماری گلیوں میں تعلیم دی۔ لیکن وہ کہے گا، 'میں تم سے کہتاہوں، میں نہیں جانتا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ اَے تمام بدکارو، مجھ سے دُور ہو جاؤ!'(لوقا 25:13-27)

بادشاہی میں راستباز اور انبیاء

اُس جگہ رونا اور دانت پیسنا ہو گا جب تم ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور تمام نبیوں کو اللہ کی بادشاہی میں دیکھو گے، لیکن تم خود ہی باہر نکل جاؤ گے۔ اور لوگ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے آئیں گے اور اللہ کی بادشاہی میں دستر خوان پر بیٹھیں گے۔ اور دیکھو، کچھ آخری ہیں جو پہلے ہوں گے، اور کچھ پہلے ہیں جو آخری ہوں گے۔"(لوقا13:28-30)

گناہ اور جہنم

اگر آپ کی دائیں آنکھ آپ کو گناہ کرنے پر مجبور کرتی ہے تو اسے پھاڑ کر پھینک دیں۔ کیونکہ اس سے بہتر ہے کہ آپ کا ایک حصہ ضائع ہو جائے اس سے کہ آپ کا پورا جسم جہنم میں ڈال دیا جائے۔ اور اگر آپ کا ہاتھ—آپ کا مضبوط ہاتھ بھی—آپ کو گناہ کرنے پر مجبور کرتا ہے، تو اسے کاٹ کر پھینک دیں۔ آپ کے لیے بہتر ہے کہ آپ اپنے جسم کا ایک حصہ کھو دیں اس سے کہ آپ کا پورا جسم جہنم میں ڈال دیا جائے۔(متی5:29-30)

بھیڑوں اور بکریوں کی قسمت

" جب ابنِ آدم اپنے جلال کے ساتھ آئیں گے، اور تمام فرشتے انکے ساتھ ہوں گے، وہ اپنے جلالی تخت پر بیٹھیں گے۔ تمام قومیں ان کے سامنے جمع ہوں گی، اور وہ لوگوں کو اس طرح الگ کریں گے جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے الگ کرتا ہے۔ وہ بھیڑوں کو اپنے دائیں طرف اور بکریوں کو بائیں طرف رکھیں گے۔

دائیں طرف کی بھیڑ، یا نیک اعمال کے کمیشن

" پھر بادشاہ اپنی دائیں طرف والوں سے کہے گا، 'آؤ، میرے باپ کی طرف سے برکت پانے والے، اپنی میراث لے لو، وہ بادشاہی جو دنیا کی تخلیق سے تمہارے لیے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا، اور تم نے مجھے کچھ دیا۔ کھاؤ، میں پیاسا تھا، اور تم نے مجھے کچھ پینے کے لیے دیا، میں اجنبی تھا، اور تم نے مجھے اندر بلایا، مجھے کپڑوں کی ضرورت تھی، اور تم نے مجھے کپڑے پہنائے، میں بیمار تھا، اور تم نے میری دیکھ بھال کی، میں جیل میں تھا، اور تم مجھ سے ملنے آئے۔'" پھر راست باز اسے جواب دیں گے، عیسیٰ، ہم نے آپ کو کب بھوکا دیکھا اور آپ کو کھانا کھلایا یا پیاسا، اور آپ کو کچھ پلایا؟ ہم نے کب آپ کو اجنبی کے طور پر دیکھا اور آپ کو اندر مدعو کیا، یا آپ کو کپڑوں کی ضرورت اور کپڑے پہنائے؟ ہم نے آپ کو کب بیمار یا جیل میں دیکھا اور آپ کی عیادت کی؟'" بادشاہ جواب دے گا، 'میں تم سے سچ کہتا ہوں، جو کچھ تم نے میرے ان چھوٹے بھائیوں اور بہنوں میں سے ایک کے لیے کیا، وہ تم نے میرے لیے کیا۔'

بائیں طرف بکریاں، یا نیک اعمال کی بھول

" پھر وہ اپنے بائیں طرف والوں سے کہے گا، 'اے ملعونو، مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ اُس ابدی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُس کے پیروکاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا، اور تم نے مجھے کھانے کو کچھ نہیں دیا، میں پیاسا تھا۔ اور تم نے مجھے پینے کے لیے کچھ نہیں دیا، میں اجنبی تھا، اور تم نے مجھے اندر نہیں بلایا، مجھے کپڑوں کی ضرورت تھی، اور تم نے مجھے لباس نہیں دیا، میں بیمار اور قید میں تھا، اور تم نے میری دیکھ بھال نہیں کی۔'" وہ بھی جواب دیں گے، 'اللهوند، ہم نے آپ کو کب بھوکا یا پیاسا یا اجنبی یا کپڑے کا محتاج یا بیمار یا قید میں دیکھا اور آپ کی مدد نہیں کی؟'" وہ جواب دے گا، 'میں تم سے سچ کہتا ہوں، جو کچھ تم نے ان میں سے کسی ایک کے لیے نہیں کیا، وہ تم نے میرے لیے نہیں کیا۔'" پھر وہ ابدی سزا کی طرف چلے جائیں گے لیکن راستباز ہمیشہ کی زندگی کے لیے جائیں گے۔"

(میتھیو 25:31-46)

اس شاندار حوالے میں، عیسیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ لوگ نجات حاصل کریں گے اس لیے نہیں کہ وہ عیسیٰ میں یقین رکھتے تھے۔ اُنہوں نے ابنِ آدم کو کبھی دیکھا یا سنا بھی نہیں: "بادشاہ جواب دے گا، 'میں تم سے سچ کہتا ہوں، جو کچھ تم نے میرے اِن چھوٹے بہن بھائیوں میں سے ایک کے لیے کیا، وہ تم نے میرے لیے کیا۔' جنت میں داخل ہوں کیونکہ انہوں نے ضرورت مندوں کی مدد کی ہے۔ نجات کسی فرقہ یا مذہبی وابستگی تک محدود نہیں ہے۔ عالمگیر نجات کا تصور نیک اعمال پر مبنی ہے نہ کہ صرف عقیدہ پر قرآن کے ساتھ۔ یہ

اپوسٹل پال کے اس دعوے کے برعکس ہے کہ نجات ان چیزوں کو کرنے سے حاصل نہیں کی جاسکتی جن کی شریعت کو ضرورت ہوتی ہے یا کچھ بھی کرنے سے۔ پال کے مطابق، **"میں اللہ کے فضل کو ایک طرف نہیں رکھتا، کیونکہ اگر شریعت کے ذریعے راستبازی حاصل کی جاسکتی تھی، تو عیسیٰؑ بے کار مر گئے!" (گلیتین 2:21)**

نتیجہ یہ ہے کہ عیسیٰؑ، انسانیت کے گناہوں کی وجہ سے صلیب پر نہیں چڑھا، اور ان کی مصلوبیت نجات کے تناظر میں غیر متعلق ہو جاتی ہے۔

باب 25

نجات کا اسلامی تناظر

اصل گناہ

تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ (اور) کہا کہ آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو ﴿۱۲۰﴾ تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے۔ اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے ﴿۱۲۱﴾

انسانی حالت (تکلیف، موت، اور گناہ کی طرف عالمگیر رجحان) کا حساب کتاب پیدائش کے ابتدائی ابواب میں آدم کے زوال کی کہانی کے ذریعے کیا گیا ہے۔ تاہم، پرانا عہد نامہ پوری نسل انسانی میں موروثی گناہ کی منتقلی کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ انجیلوں میں، عیسیٰؑ نے کبھی بھی انسان کے زوال اور عالمگیر گناہ کے تصور کا ذکر نہیں کیا۔ قرآن کا زوال کی کہانی کے بارے میں ایک مختلف نقطہ نظر ہے۔

اسلام میں گناہ کوئی حالت نہیں ہے۔ یہ نافرمانی کے ایک عمل کا نتیجہ ہے — جو اللہ حکم دیتا ہے یا منع کرتا ہے اسے کرنے یا نہ کرنے میں

ناکامی۔ انسان فطرتاً گناہ گار نہیں ہیں بلکہ شیطان کی طرف سے کمزور کیے گئے اور فتنہ کا شکار بنائے گئے ہیں۔ موت انسانی حالت سے آتی ہے اور گناہ یا زوال کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ گناہ کے نتائج، انسانی ذمہ داری کی طرح، صرف گناہ کرنے والوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ بائبل کے مطابق، زوال، شرم، رسوائی اور مشکلات کی زندگی لاتا ہے، جبکہ قرآن سکھاتا ہے کہ آدم اللہ کی نافرمانی کرتا ہے لیکن توبہ کرتا ہے، اور اللہ نے آدمؑ کو اپنی رحمت اور رہنمائی عطا کی۔

سزا کا تناسب

کیا آدمؑ کا ممنوعہ پھل کھانا واقعی اتنا بڑا گناہ تھا کہ پوری نسل انسانی سزا کی مستحق ہے؟ کیا اللہ نے اُنہیں اور حوا کو باغِ عدن سے باہر پھینک کر کافی سزا نہیں دی؟

شیطان گناہ کی بنیادی وجہ نہیں ہے۔

کہ جو مومن ہیں اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اُن پر اس کا کچھ زور نہیں چلتا ﴿۹۹﴾ اس کا زور ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو رفیق بناتے ہیں اور اس کے (وسوسے کے) سبب (اللہ کے ساتھ) شریک مقرر کرتے ہیں ﴿۱۰۰﴾

قرآن کا شیطان کوئی طاقتور عفریت نہیں ہے جو انسانوں کے اوپر چھایا ہوا ہے جو انہیں برائی پر مجبور کرتا ہے۔ شیطان صرف انسان کو

برائی پر اکسا سکتا ہے۔ شیطان کی طرف سے ظاہر کردہ منفی اصول کی طاقت کی کوئی اندرونی حقیقت نہیں ہے۔ یہ صرف انسانوں کی طرف سے جان بوجھ کر غلط عمل کا انتخاب کرنے کے ذریعے ہی حقیقی بنتا ہے۔

تقدیر آزاد مرضی کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی

"موروثی گناہ" کا تصور تقدیر ہے اور آزاد مرضی سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ آزادی کے سب سے بنیادی اصولوں میں سے ایک کی نفی کرتا ہے - ہر فرد اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔

جانوروں جیسی ریاست سے لے کر اخلاقی آزادی تک

اس کے برعکس، اصل گناہ کے نتیجے میں چاندی کا پرت تھا کیونکہ آدم، جو ایک معصوم لیکن جانوروں جیسی حالت میں رہ رہا تھا، صحیح اور غلط کا شعور بن گیا، یہ ایک اہم ارتقائی قدم ہے جو انسانوں کو جانوروں کی بادشاہی سے الگ کرتا ہے۔ اس نے اسے ایک خالص فطری وجود سے ایک مکمل انسانی ہستی میں بدل دیا جیسا کہ ہم اسے جانتے ہیں— صحیح اور غلط کی تمیز کرنے کے قابل اور اخلاقی آزادی سے نوازا گیا، جو اسے دیگر تمام جذباتی مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے۔

آدمؑ کو معاف کرنا

(ان سے) پوچھو کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے کس کا ہے کہہ دو اللہ کا اس نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کرلیا ہے وہ تم

سب کو قیامت کے دن جس میں کچھ بھی شک نہیں ضرور جمع کرے گا جن لوگوں نے اپنے تیئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے ﴿۱۲﴾

اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ ہم تیری طرف رجوع ہو چکے۔ فرمایا کہ جو میرا عذاب ہے اسے تو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیز گاری کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں ﴿۱۵۶﴾

پھر آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے ﴿۳۷﴾

اللہ نے آدمؑ کو انسانوں کی قربانی کی رسم سے گزارے بغیر کیوں معاف نہیں کیا؟ قرآنی ورژن میں، اللہ نے آدمؑ اور حوا کو معاف کر دیا۔

شیطانی کفارہ

اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہ اٹھائے

گا اگرچہ قرابت دار ہی ہو۔ (اے پیغمبر) تم انہی لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہو جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے اور نماز بالالتزام پڑھتے ہیں۔ اور جو شخص پاک ہوتا ہے اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے۔ اور (سب کو) اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۱۸﴾

اگر ناشکری کروگے تو اللہ تم سے بے پرواہ ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر شکر کروگے تو وہ اس کو تمہارے لئے پسند کرے گا۔ اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر جو کچھ تم کرتے رہے وہ تم کو بتائے گا۔ وہ تو دلوں کی پوشیدہ باتوں تک سے آگاہ ہے ﴿۷﴾

ایک شخص سے دوسرے شخص کو اخلاقی ذمہ داری کی کوئی بھی منتقلی ناممکن دکھائی دیتی ہے۔ قیامت کے دن - جو بھی انسان کسی بھی برائی کا ارتکاب کرتا ہے - اس کا انحصار اس پر ہے۔ یہ قرآنی آیات میں سے ایک ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی بھی کسی کی مدد نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی کی مدد کر سکتا ہے۔ اس سے مراد اخلاقی بوجھ ہے۔ آپ کسی اور سے آپ کے گناہوں کو معاف کرنے کے لیے نہیں کہہ سکتے۔ آپ کو خود توبہ کر کے، اپنے نقصان کا ازالہ کر کے، اور جیسا کہ عیسیٰؑ نے کہا، "جاؤ، اور گناہ نہ کرو۔" پال اور آگسٹین کے برعکس، قرآنی اور عیسیٰؑ کے نجات کے نسخے تقریباً ایک جیسے ہیں۔

نجات کی طرف لے جانے والا راستہ

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخر الزماں) آگئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت

کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے ﴿۱۵﴾ جس سے اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا اور ان کو سیدھے رستہ پر چلاتا ہے ﴿۱۶﴾

اے اہلِ کتاب پیغمبروں کے آنے کا سلسلہ جو (ایک عرصے تک) منقطع رہا تو (اب) تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آگئے ہیں جو تم سے (ہمارے احکام) بیان کرتے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا سو (اب) تمہارے پاس خوشخبری اور ڈر سنانے والے آگئے ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۹﴾

مندرجہ بالا آیات یہود و نصاریٰ سے مخاطب ہیں۔ الکتاب کی اصطلاح یہاں مناسب طور پر "بائبل" کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے۔ "جو کچھ آپ بائبل میں سے [اپنے آپ سے] چھپا رہے ہیں" اس سے مراد ابدی حقیقتوں کے بتدریج دھندلا جانا ہے۔ بائبل کے پیروکار اب اسے خود بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

لفظ سلام، یہاں نجات کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اندرونی سکون، تندرستی، اور کسی بھی قسم کی برائی سے، جسمانی اور روحانی دونوں سے، اور اس کے حصول کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے نجات کے طور پر بیان کیا گیا ہے، اس فرق کے ساتھ کہ نجات کا عیسائی تصور پیش کرتا

ہے۔ گناہ کی ایک ترجیحی حالت کا وجود، یا اصل گناہ کا نظریہ، جو اسلام میں جائز نہیں، جو اس نظریے کی رکنیت نہیں رکھتا۔ نتیجتاً، اصطلاح "نجات"—جو یہاں ایک بہتر لفظ کی ضرورت کے لیے استعمال کی گئی ہے—سلام کے مکمل معنی کو مناسب طور پر بیان نہیں کرتی، جو کہ نجات کے عیسائی نظریے سے جڑے بغیر روحانی سکون اور تکمیل کے خیال کا اظہار کرتی ہے۔

تورات اور انجیل کی روشنی میں نجات

اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم ان سے ان کے گناہ محو کر دیتے اور ان کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے ﴿۶۵﴾ اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں ان کو قائم رکھتے (تو ان پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے پاؤں کے نیچے سے کھاتے ان میں کچھ لوگ میانہ رو ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال برے ہیں ﴿۶۶﴾

کہو کہ اے اہل کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں ان کو قائم نہ رکھو گے کچھ بھی راہ پر نہیں ہو سکتے اور یہ (قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھے گا تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو ﴿۶۸﴾

فقرہ "اگر وہ واقعی تورات اور انجیل کی پیروی کرتے ہیں" ان صحیفوں کو ان کی حقیقی روح کے ساتھ پیروی کرنے کا مطلب ہے، منتخب لوگوں کے تصور یا عیسیٰؑ کی مبینہ الوہیت اور ان کے پیروکاروں کی شیطانی نجات جیسی من مانی تحریفات سے پاکیزگی۔ "آسمان اور زمین کی تمام برکات میں حصہ لینا" کا اظہار روحانی سچائی اور سماجی خوشی کے ادراک کے ساتھ ہے، جو بائبل کی حقیقی تعلیمات میں بیان کردہ اخلاقی اصولوں پر عمل کرنے کا پابند ہے۔

عالمگیر نجات کے تین معیار

جو لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں گے اور عمل نیک کریں گے خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی یا ستارہ پرست یا عیسائی ان کو (قیامت کے دن) نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ غمناک ہوں گے ﴿٦٩﴾

جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست، (یعنی کوئی شخص کسی قوم ومذہب کا ہو) جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائے گا، اور نیک عمل کرے گا، تو ایسے لوگوں کو ان (کے اعمال) کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے ﴿٦٢﴾

اسلام واضح طور پر کہتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی جنت میں جائیں گے۔ یہ آدمؑ اور اس زمین پر آخری انسان پر لاگو ہوتا ہے

اور اس لیے یہ لازوال درآمد ہے اور تمام مذہبی وابستگیوں سے بالاتر ہے۔ مندرجہ بالا آیات قرآن میں متعدد بار آتی ہیں اور تکثیریت اور نجات کا بنیادی پیغام پیش کرتی ہیں۔ مذہبی تکثیریت ایک ایسی حالت ہے جہاں مذہبی طور پر متنوع معاشرے میں ہر فرد کو اپنے ضمیر کے مطابق عبادت کرنے یا نہ کرنے کے حقوق، آزادی اور تحفظ حاصل ہے۔ نجات صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے کیونکہ اسلام ہی واحد راستہ نہیں ہے جو اللہ تک لے جاتا ہے۔ کسی دوسرے مذہبی عقیدے میں بے مثال بصارت کی وسعت کے ساتھ، قرآنی "نجات" کے تصور کو صرف تین عناصر پر مشروط بنایا گیا ہے: اللہ پر یقین، یوم آخرت پر یقین، اور سب سے بڑھ کر اس زندگی میں نیک اعمال۔

اللہ پر ایمان- اللہ تمام اخلاقی قانون کا واحد معروضی ذریعہ ہے جس سے صحیح اور غلط یا صحیح اور غلط کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اور اس طرح اخلاقی تشخیص کا ایک معیار فرد اور معاشرے کو جمع کرتا ہے۔

یوم جزا- یوم جزا پر ایمان اپنے اعمال کی ذمہ داری قبول کرنا اور برے کاموں سے بچنے اور اچھے کام کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ انسان اپنے طرز عمل کا مالک ہے اور اپنے فیصلوں کا مکمل طور پر ذمہ دار ہے۔ مسلمانوں کے لیے زمین پر زندگی ایک ابدی مستقبل کا بیج ہے۔ اس کے بعد حساب کا دن ہو گا، اور اس حساب کتاب میں اس کا کیا حال ہے اس پر منحصر ہے کہ روح پھر جہنم یا جنت میں جائے گی۔

اچھے کام —اللہ اور یومِ جزا پر یقین اچھے کام کرنے اور برائی سے بچنے کا ایک طاقتور محرک ہے، جو کہ ہماری دنیا میں بدحالی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ اعمال صالحہ سے ہی بہتر اور انصاف پسند معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔